ماہرین اسمبلی (مجلس خبرگان) سے خطاب - 10 /Mar/ 2022

بسم الله الرّحمن الرّحیم (۱)

و الحمدالله ربّ العالمین و الصّلاة و السّلام علی سیّدنا محمّد و آله الطاهرین سیّما بقیّة الله فی الارضین

خوش آمدید معزز حضرات، عزیز برادران! یہ میرے لیے خوشی اور مسرت کا مقام ہے کہ اللہ کا شکر ہے کہ یہ انتہائی اہم نشست مقررہ تاریخ کو منعقد ہورہی ہے اور تمام احباب اس میں شرکت کر رہے ہیں، اور جیسا کہ رئیسی صاحب نے اطلاع دی ہے، معاملات سنجیدگی سے انجام پارہے ہیں۔ خدا آپ کی مدد کرے اور آپ کی ان کوششوں کو قبول فرمائے۔ میں آپ کو شعبان کی ولادتوں کی مبارکباد پیش کرتا ہوں، خاص طور پر نیمہ شعبان، جو پوری تاریخ میں تمام بنی نوع انسان کے خوابوں کے مجسم ہونے کا دن ہے، اور ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن دکھائے گا، ظہور کا دن، فرج کا دن، اور یہ جلد از جلد، انشاء اللہ واقع ہو۔

ان ولادتوں سے قطع نظر بھی شعبان کا مہینہ بہت اہم مہینہ ہے۔ الّذی کانَ رَسولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَ آلِهِ یَدابُ فی صیامِهِ وَ قیامِهِ فی لَیالیهِ وَ اَیّامِهِ بُخوعاً لَکَ فی اِکرامِهِ وَ اِعظامِهِ اِلیٰ مَحَلّ حِمامِه ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری ایام تک اس مہینے میں ایسا عمل فرماتے تھے۔ اور پھر [ہم خدا سے تقاضا کرتے ہیں] کہ فَاَعِنّا عَلَی الاِستِنانِ بِسُنَّتِهِ فیه». (۲)۔ خود یہ عظیم مناجات (شعبانیہ) جو اس اس مہینہ میں روایت کی گئی ہے اور منقول ہے، اس مہینہ کی عظمت کا ثبوت ہے۔ یہ جملے جو اس عظیم اور گہری مناجات میں موجود ہیں کم ہی پائے جاتے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے پاس جو بھی دعائیں ہیں جو ائمہ معصومین علیہم السلام نے پڑھی ہیں وہ غیر معمولی دعائیں ہیں جو اعلی مضامین کی حامل ہیں، وہ سب غیر معمولی ہیں - جو ان سے پہنچی ہیں اور ان کے حوالے سے معلوم ہے - لیکن انصاف سے ہمارے پاس اس مناجات جیسی بہت کم دعائیں ہیں۔ میں نے ایک بار امام خمینی رح سے پوچھا، کہ ان دعاؤں میں سے آپ کو کون سی دعا زیادہ پسند ہے، سب سے زیادہ - اب مجھے اپنا دقیق سوال یاد نہیں لیکن میں نے اس طرح کا ایک سوال کیا - انہوں نے ایک مختصر تفکر کیا، انہوں نے کہا دعائے کمیل اور مناجات شعبانیہ۔ ویسے، یہ دونوں دعائیں - دعائے کمیل بھی واقعی ایک عجیب دعا ہے - موضوعات کے لحاظ سے ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں، یہاں تک کہ کچھ جملات کے لحاظ سے بھی ؛ یہ دعا خود واقعی ایک نعمت ہے۔ اِلٰهی هَب لی قَلباً یُدنیهِ مِنکَ شَوقُهُ وَ لِساناً یَرفَعُ اِلَیکَ صِدقُهُ وَ نَظراً یُقَرّبُهُ مِنکَ حَقُّه۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ سے بات کرنا اور اللہ تعالیٰ سے اپنی بیچارگی اور رغبت کا اظہار کرنا، ایک بہت ہی غیر معمولی چیز ہے، یہ بہت بڑی بات ہے۔ یا یہ جملے: «اِلٰهی بِکَ عَلَیکَ اِلا اَلحَقتَنی بِمَحَلّ اَهلِ طاعَتِکَ وَ المَثوَی الصّالِحِ مِن مَرضاتِک» ؛ یا اس دعا میں یہ انتہا کا جملہ ہے جسے امام خمینی رح نے اپنے بیانات میں بارہا اس کا تذکرہ کیا ہے: اِلٰهی هَب لی کَمالَ الاِنقِطاعِ اِلَیکَ وَ اَنِر اَبصارَ قُلوبِنا بِضیاءِ نَظَرِها اِلَیکَ حَتّی تَخرِقَ اَبصارُ القُلوبِ حُجُبَ النّور (3) واقعی ہم کس طرح سے یہ جملے کہہ سکتے ہیں؟ ہمارے اوپر یکے بعد دیگرے ظلمتوں کے پردے ہیں۔ پھر اسوقت اس دعا کی درخواست یہ ہے کہ: حَتّیٰ تَخرِقَ اَبصارُ القُلوبِ حُجُبَ النّور۔

خیر، اب یہ ایک اور آسمانی عوالم کی باتیں ہیں (4) جن لوگوں کی ان تک رسائی ہے اور جن کی سمجھ، دل اور روح ان بلند مضامین سے آشنا ہیں اور ان تصورات کو صحیح طور پر سمجھتے ہیں۔ ان کو مبارک ہو! ان شاء اللہ خدا ہمیں بھی عطا فرمائے۔ بہرحال یہ ایک بابرکت مہینہ ہے اور انشاء اللہ ہم اس مہینے سے زیادہ سے زیادہ اور

جتنا بھی ہو سکے استفادہ کر سکتے ہیں۔

مجلس خبرگان ان قانونی اداروں میں سے ایک ہے جو اسلامی نظام کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بلاشبہ، تمام قانونی ادارے - حکومت، پارلیمنٹ، مسلح افواج، مجمع تشخیص، گارڈین کونسل اور اس مانند ؛ یہ سب - ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طرح اسلامی نظام کی مضبوطی میں کردار ادا کرتا ہے، لیکن کسی کا [کردار] زیادہ ہے، کسی کا کم۔ میری رائے میں مجلس جبرگان اسلامی جمہوریہ ایران کے اہم ترین اداروں میں سے ایک ہے، بلاشبہ ان تمام قانونی اداروں کے موثر ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ قوانین کے مطابق اور آئین میں مقرر کردہ حدود کے مطابق کام کریں۔ آپ بھی اسی طرح ؛ یعنی وہی چیزیں جو مجلس خبرگان سے تقاضا کی گئی ہیں، اس شخص کے حوالے سے جو اس وقت رہبری کے عہدے پر ہے اور اس شخص کے لیے جو بعد میں آپ کے ذریعے منتخب کیا جائے گا اور اس میدان میں داخل ہوگا، اور اس کے متعلق دقیق قانونی ضوابط کو آپ کو پورا کرنا ہوگا۔ پارلیمنٹ بھی اسی طرح ہے، حکومت بھی اسی طرح ہے۔ حکومت کی مخصوص قانونی حدود ہیں۔ اسے پارلیمنٹ کے تمام قوانین کی پابندی کرنی چاہیے۔ پارلیمنٹ کی مخصوص قانونی حدود ہیں۔ اسے اجرائی کام میں بالکل مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ قانون سازی کرنی چاہیے ؛ اور اسی طرح کے کام جو موجود ہیں۔

اب اس نظام کی مضبوطی کی ضرورت، جس کے بارے میں ہم نے کہا کہ یہ پارلیمنٹ اور دیگر ادارے نظام کی مضبوطی پر اثرانداز ہوتے ہیں، اس لیے ہے کہ اگر یہ طاقت موجود رہے تو "قومی طاقت" اور "قومی اختیار" وجود میں آئے گا۔ قومی طاقت اور قومی اختیار! اور قومی طاقت ایک قوم کے لیے ضروری ہے۔ یعنی اگر کوئی قوم خود مختار ہونا چاہتی ہے، ترقی کرنا چاہتی ہے، اپنے اہم وسائل کو اپنی مرضی سے اور اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنا چاہتی ہے، اپنے بنیادی مسائل میں اپنی رائے رکھنا چاہتی ہے اور مجبورا اوروں کی رائے کی پیروی نہیں کرنا چاہتی، وہ چاہتی ہے کہ غیروں کے لالچ کے بارے میں فکرمند نہ ہو، ہمیشہ خوف اور کپکپاہٹ میں زندگی نہ گزارے، اگر کوئی قوم یہ چیزیں چاہتی ہے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ اسے مضبوط ہونا چاہیے۔ قومی طاقت و اختیار قوم کے لیے ضروری ہے۔ اگر قومی طاقت اور مضبوط قوم نہ ہو تو یہ باتیں جو ہم نے کہی ہیں جو قوم کے بنیادی اور اہم مسائل ہیں، وہ متحقق نہیں ہونگے۔ ہمیشہ پریشان، ہمیشہ کمزوری اور ذلت کی حالت میں، اجنبیوں کا تسلط [اس پر] وغیرہ۔ لہذا، نظام کی مضبوطی ضروری ہے ؛ قومی طاقت اور قومی اختیار ضروری ہے۔

قومی طاقت جو ہم کہتے ہیں، ایک مرکب ہے، یہ ایک مجموعہ ہے۔ یہ ایک مرتبط مجموعہ ہے۔ قومی طاقت کو ایک خاص نقطے، ایک خاص دھڑے اور تحریک میں نہیں دیکھنا چاہیے، بلکہ یہ ایسا معاملہ ہے کہ عناصر کا ایک مجموعہ ہے کہ اگر ان کو ملایا جائے تو قومی طاقت بنتی ہے، اب میں ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔

قومی طاقت کا ایک ستون سائنس اور ٹیکنالوجی ہے۔ یعنی اس [طاقت] کا ایک حصہ سائنس اور ٹیکنالوجی ہے۔ ایک ستون سوچ و تفکر ہے۔ فکر کا ہونا علم رکھنے سے مختلف ہے۔ فکر ہونی چاہیے۔ یہ آزادانہ فکر کہ ہم اسکس نعرہ لگاتے ہیں اور جو دیتا ہے اسے قبول کرتے ہیں، اس کا اثر یہ فکری ترقی ہے۔ یعنی اگر فکری ترقی نہ ہو تو سائنس وغیرہ کسی قوم کے کام نہیں آئیں گے۔ مجموعی طور پر قوم میں فکر کو کام کرنا، حرکت کرنا اور ترقی کرنی چاہیے، جو آزادی فکر کے سوا ممکن نہیں۔ یعنی فکری ترقی فکری آزادی کے بغیر ممکن نہیں۔

ایک اور عنصر سیکورٹی اور دفاعی طاقت ہے۔ ایک قوم مطمئن ہو کہ وہ ہنگامی حالات میں اپنا دفاع کر سکتی

ہے۔ دوسرا حصہ معیشت اور عوامی بہبود کا مسئلہ ہے۔ روزی روٹی کے معاملے میں لوگوں کے لیے ذہنی سکون حاصل ہونا بھی بہت موثر ہے۔ ایک اور ستون سیاست اور سیاسی معاملے کی طاقت اور سفارت کاری ہے۔ یہ بھی قومی طاقت کا ایک حصہ ہے کہ کسی ملک اور قوم کے پاس نبی افراد اور ماہرین ہوتے ہیں جو سیاست اور سفارت کاری کے میدانوں میں معاملہ، مذاکرات کرکے استحکام کے ساتھ قوم کے مفادات حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک اور ستون ثقافت اور طرز زندگی ہے۔ یہ بھی طاقت کا ایک ستون ہے۔ اگر کوئی قوم اپنے طرز زندگی کے لحاظ سے دوسروں کی غلام اور اسیر ہو اور دوسروں کے ووٹ اور رائے کے پابند ہو اور اس کا اپنی قائم کردہ ثقافت نہ ہو تو فطری طور پر یہ قومی طاقت کی شدید کمزوری ہے۔

ایک اور ستون پرکشش منطق ہے جو دوسری قوموں کو متاثر کرتی ہے اور ملک کے لیے اسٹریٹجک گہرائی پیدا کرتی ہے۔ یہ حقیقت کہ آپ کے پاس اسلامی جمہوریہ میں ایک پرکشش منطق ہے کہ جب آپ اسے کسی مخالفت یا ثالث کے بغیر دوسری قوموں کے سامنے پیش کرتے ہیں تو یہ ان کے لیے پرکشش اور جذاب ہوتی ہے اور وہ اسے قبول کرتے ہیں، یہی آپ کی اسٹریٹجک گہرائی بن جاتی ہے۔ یہ تمام چیزیں قومی طاقت کے باہم مربوط مجموعہ کا حصہ ہیں۔ البتہ اس کے علاوہ اور بھی عناصر ہیں جن میں سے کچھ کا ذکر بعد میں کروں گا، جو ہماری بحث کا موضوع ہیں۔

طاقت کے ان بازوؤں میں سے کسی کو دوسرے ہتھیاروں کے حق میں نہیں کمزور کیا جانا چاہیے۔ اس طرف توجہ دیں۔ ہمیں طاقت کے ان عناصر میں سے کسی ایک کو بھی منقطع کرنے کا حق نہیں ہے، یہ سوچتے ہوئے کہ، مثال کے طور پر، یہ کسی دوسرے عنصر سے متصادم ہے۔ نہیں، ان سب کو ایک ساتھ آگے بڑھنا چاہیے، جو ممکن بھی ہے۔ یہ واقعی سادگی ہے کہ اگر کوئی یہ تجویز کرے کہ ہم اپنی دفاعی طاقت کو کم کر دیں تاکہ دشمن ہم سے حساس نہ ہوں! میرے خیال میں اس سے زیادہ بیکار اور بے ہودہ کوئی بات نہیں کہ ایک شخص ایسی بات کہے کہ ہم پر حساس نہ ہونے کے لیے اپنی دفاعی طاقت اور بیرونی حفاظتی طاقت کو کمزور یا کم کر دیں۔ یا فرض کریں کہ ہم علاقائی مسائل میں موجود نہ رہیں تاکہ کوئی بڑی طاقت ہمیں ناپسند نہ کرے یا ہمارے خلاف بہانے نہ بنائے۔ نہیں، علاقائی مسائل میں یہ موجودگی ہماری اسٹریٹجک گہرائی ہے۔ یہ خود نظام کو مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہے، یہ نظام کی طاقت کا ایک ذریعہ ہے۔ ہم اسے کیسے کھو سکتے ہیں جب ہمارے لئے ایسا کچھ فراہم ہو سکتا ہے اور حاصل کرنا چاہیے؟

یا سائنسی و علمی ترقی کو ترک کر دیں! کہ کچھ لوگ کہتے ہیں "جناب، جوہری مسئلے کو ایک طرف رکھیں۔ ایٹمی مسئلے نے یہ تمام حساسیتیں پیدا کی ہیں اور اس نے مسائل پیدا کئے ہیں۔ ایٹمی مسئلہ ایک سائنسی مسئلہ ہے ؛ سائنسی اور تکنیکی ترقی کا مسئلہ ہمارا مستقبل ہے۔ ہمیں جلد ہی - زیادہ دیر نہیں - جوہری توانائی کی مصنوعات کی ضرورت ہوگی چند سالوں میں ؛ یعنی کہ ہم پوری طرح محتاج ہو جائیں گے۔ ہمیں کس کے پاس جائیں گے؟ ہم کب شروع کریں تاکہ ہم حاصل کرسکیں؟ اس لیے اس کو نظر انداز کرنا اور توجہ نہ دینا صحیح نہیں ہے۔ یا مثلاً پابندیوں سے بچنے کے لیے امریکہ یا کسی دوسری طاقت کے سامنے گھٹنے ٹیکنا! یعنی اپنی سیاست اور سیاسی سفارت کاری کا بازو کاٹ ڈالنا، ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دینا تاکہ مثال کے طور پر آپ یہ سمجھیں کہ اگر ہم ذرا بھی ڈٹے رہیں تو وہ ہم پر پابندیاں نہ لگا دیں۔ میری رائے میں، یہ غلطیاں ہیں، خطائیں ہیں جو البتہ کچھ لوگوں نے تسلیم کی ہیں ؛ ہمارے ہاں وقت کے ساتھ یہ باتیں رہیں ہیں ؛ کمزور دلائل کے ساتھ، ایسے دلائل کے ساتھ جن کو رد کیا جا سکتا ہے اور اخبارات میں اور یہاں اور وہاں، یہ باتیں فکر سازی کی صورت

میں بعض اوقات کہی جاتی ہیں۔ حالانکہ ان کے تمام دلائل قابل تردید تھے اور باطل ہوئے اور ان کا اصرار بے فائدہ تھا۔

اگر ان برسوں کے دوران طاقت کے ان بازوؤں میں سے کچھ کو کمزور کرنے والے چاہنے والوں کو ایسا کرنے دیا جاتا تو آج ملک ایک بڑے خطرے سے دوچار ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا اور مدد کی اور وہ یہ کام نہ کر سکے۔ یہ بھی ایک نکتہ ہے۔

میں نے کہا تھا کہ میں قومی اتھارٹی کے ان ستونوں میں سے کچھ کی طرف واپس آؤں گا۔ قومی اتھارٹی کا ایک اہم ستون وہ چیزیں ہیں جو براہ راست قوم کی طرف پلٹتی ہیں۔ جیسے قومی اتحاد، جیسے قومی اعتماد، جیسے قومی امید، عوامی امید، جیسے قومی خود اعتمادی۔ ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ جب آپ محترم جو اگر ملک کی انتظامیہ کے ایک مخصوص شعبے کے انچارج ہیں، آپ ایک خود اعتماد شخص ہیں، لیکن آپ کچھ ایسا کرنا چاہتے ہیں جس کے لیے عوام کی مدد کی ضرورت ہو۔ [اگر] لوگوں میں یہ خود اعتمادی نہیں ہے، تو آپ یہ نہیں کر سکتے۔ میں نے ایک بار قومی خود اعتمادی پر تفصیل سے بات کی تھی۔ (5) یا قومی ایمان کی مضبوطی ؛ ایک اصول ہے جس پر ہماری قوم یقین رکھتی ہے۔ یہ ایمان اس بات کا سبب بنا کہ جب لوگوں کے ہاتھ میں کسی قسم ہتھیار نہیں تھے، پتھر بھی نہیں تھے، وہ شاہ کے سپاہیوں کی گولیوں کے سامنے کھڑے ہو کر اس کا تختہ الٹ سکے تھے۔ [یہ] ایمان کی وجہ سے تھا۔ یہ قومی ایمان ایک بہت قیمتی اثاثہ ہے۔ قومی ایمان کو برقرار رکھنا ان اثاثوں میں سے ایک ہے جو عوام سے متعلق ہے۔ یا عوامی معاش کا مسئلہ یا سماجی مسائل کی درستگی کا مسئلہ۔

اب جناب صدر نے، آپ کے بیانات کی وضاحت کی۔ ملک کی انتظامیہ اور عوام کی عمومی زندگی کا ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں کے مسائل ہموار ہوں ؛ مسائل اور موصلیت اور رکاوٹیں نہ ہوں۔ مثال کے طور جس طرح، حال ہی میں قابل احترام حکام نے سرمایہ کاری اور اس طرح کے لیے سنگل ونڈو کھولنے کا فیصلہ کیا ؛ (6) ان اقدامات کی مانند ؛ چیزوں کو آسانی سے، آسانی سے انجام دیا جانا چاہئے. یہ وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق لوگوں سے ہے۔ اگر یہ چیزیں فراہم کی جائیں تو منظرنامہ پر لوگوں کی موجودگی فراہم ہوگی۔ یعنی اگر ہم ان مسائل کو فراہم کرنے میں کامیاب ہوگئے جن کا براہ راست تعلق خود عوام سے ہے تو منظر عام پر لوگوں کی موجودگی 100% ہوگی۔ بلاشبہ، خدا کا شکر ہے کہ اس وقت بھی، اگرچہ ہمیں ان مسائل میں سے کچھ مسائل درپیش ہیں [لوگ میدان میں ہیں]۔ 60 کی دہائی میں بھی، دفاع مقدس کے دور میں [اگرچہ] بہت سے مسائل تھے، لوگ منظر عام پر موجود تھے، اس میں کوئی شک نہیں، لیکن اگر یہ چیزیں فراہم کی جائیں تو لوگ منظر پر موجود ہوں گے اور جب لوگ موجود ہوں تو کسی ملک اور قوم کو کوئی غم نہیں ہو گا، کسی کا خوف نہیں ہو گا۔

اس لیے چونکہ لوگوں کی موجودگی بہت ضروری ہے اور لوگوں کی موجودگی بھی ان چیزوں پر منحصر ہے، اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ چھوٹے اور بڑے شیاطین لوگوں کو بہکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ [جیسا] کہ ان کے سردار نے کہا، "اُغوِیَنَّهُم اَجمَعین"، (7) وہ مسلسل بہکاوے میں مصروف رہتے ہیں۔ ان ذرائع ابلاغ کے ذریعے جنہوں نے ہر بات، ہر جھوٹ اور ہر غلط سلط کو سنوارنا اور درست ثابت کرنا بہت آسان بنا دیا ہے، وہ معاشرے کے ذہنوں کی گہرائیوں تک باتوں کو مسلسل پہنچاتے رہتے ہیں۔ وہ دوسروں کو بہکاتے ہیں ؛ لَاُغوِیَنَّهُم اَجمَعین ؛ تاکہ لوگوں کو اس ایمان سے، اس بھروسے سے، اس امید سے، اس خود اعتمادی سے، ان باتوں سے جو ہم نے کہی

ہیں منصرف کردیں اور ان کی حوصلہ شکنی کرن، ان کو خود اعتمادی سے محروم کرنے کے لیے، ان کو محروم کرنے کے لیے، حکام پر ان کا اعتماد ختم کرنا، قومی اتحاد کو کمزور کرنا۔ وہ مسلسل ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ اور دشمن یہی کرتا ہے۔

بے شک اس کا مقصد عوام الناس کو بہکانا ہے لیکن عوام الناس کو بہکانے کا ذریعہ خواص کو بہکانا ہے۔ آج، ایک اہم ترین کام معاشرے کے خواص کو بہکانا ہے، [یعنی] وہ لوگ جن کے پاس کوئی عنوان ہے اور مقام ہے ہے، اور شاید پڑھے لکھے ہیں، وغیرہ۔ کیونکہ جب خواص کو بہکا دیا جاتا ہے تو اگر ان بہکے ہوئی خواص کو موقع دیا جائے اور موقع ملے تو وہ عوام کو آسانی سے اپنی طرف مائل کر لیں گے۔ اس میدان میں آج ہمارے ملک کی تاریخ کی سب سے شدید نرم جنگیں جاری ہیں۔ وہ مسلسل لوگوں کو زرخرید کرکے، حرام کھلانے کے ذریعے، پیچیدہ حربوں کے ساتھ حرام کھانے کی عادت ڈال رہے ہیں۔ جب وہ حرام خوار ہو جائے، ایک خونخوار جانور کی طرح، (8) اسے حرام خواری سے دور رکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اور وہ لوگوں کو خریدتے ہیں۔ کچھ دھمکیوں سے، کچھ لالچ سے اور ان تمام چیزوں سے۔ تو اب یہ ایک سخت نرم جنگ ہے۔

یقینا، میں یہ کہنا چاہوں گا: آج ہمارے خلاف نرم جنگ اتنی سخت کیوں ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ہم مضبوط ہو گئے ہیں۔ ہم مضبوط ہو گئے ہیں۔ آج حق کا محاذ انفراسٹرکچر اور وسائل کے لحاظ سے مضبوط ہو چکا ہے۔ آج حق کے محاذ کے ساتھ دشمن کیلئے بھڑنا آسان نہیں، مشکل کام ہے۔ اس لیے وہ نرم جنگ کا سہارا لیتے ہیں اور ذہنوں کو خراب کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ یہ ہماری طاقت کی وجہ سے ہے۔ یقیناً ہم نے کہا تھا کہ خواص نشانے پر ہیں لیکن ان خواص میں سے خواص کا ایک ایسا بہت بڑا مجموعہ ہے، خدا کا شکر ہے کہ آج - دینی مدرسوں اور یونیورسٹی کے تربیت یافتہ، خاص طور پر نوجوانوں میں - جو کہ بصیرت بھی رکھتے ہیں اور حوصلہ مند بھی ہیں اور حقیقی طور پر ایک ستون، ایک ٹھوس رکن ثابت ہو سکتے ہے۔ بلاشبہ دشمن بھرپور کوشش کر رہا ہے، وہ اثر و رسوخ پیدا کر رہا ہے۔

تو اب ہمیں دشمن کی اس حرکت کے خلاف کیا کرنا چاہیے؟ تشریح اور تبیین کا جہاد ؛ جیسا کہ آپ کوگ ان دو دنوں میں اپنے بیانات میں بارہا کہہ چکے ہیں۔ میں اسے پہلے بھی کئی بار دہرا چکا ہوں اور جہاد تبیین پر گفتگو کر چکا ہوں۔ تو اب ہم کیوں کہتے ہیں، جہاد تبیین؟ یہ امیر المومنین علیہ السلام کے ارشادات سے لیا گیا ہے۔ امیر المومنین نے حسنین علیہ السلام کو اپنی مشہور وصیت میں - جو ان سے مخاطب ہے، لیکن اس میں وہ کہتے ہیں کہ "وَ مَن بَلَغَهُ كِتَابِي" ؛ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اور آپ دونوں اس وصیت کے مخاطب ہیں - وہ جو کچھ کہتے ہیں ان میں سے یہ ہے: "وَ اللهَ اللهَ فِي الجِهَادِ بِاموَالِكُم وَ انفُسِكُم وَ السِنَتِكُم فِي سَبِيلِ الله" ؛ (9) جہاد با السنة. (10)
اب خوش قسمتی سے ہماری قوم میں سے جو لوگ کرسکے، انہوں نے اپنے مال سے، اپنے نفس سے جہاد کیا۔ اب بھی جہاد کر رہے ہیں۔ زبان سے بھی جہاد بھی کرنا چاہیے، کیونکہ کچھ اس شعبے سے وابستہ لوگ واقعی متحرک ہو کر جہاد کر سکتے ہیں۔

خیر، اب ہم جہاد کے بارے میں بہت گفتگو کر چکے ہیں۔ میں آج اس تناظر میں چند نکات بتانا چاہوں گا جن کا شاید میں نے پہلے ذکر نہ کیا ہو: ایک نکتہ جس کا مجھے سب سے پہلے ذکر کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ مجلس میں جہاد تبیین کے لیے بھاری بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ میں اس قسم کے طرزعمل سے زیادہ

اتفاق نہیں کرتا۔ ہم سالوں سے اداروں اور بجٹ سے نمٹ رہے ہیں۔ میرا تجربہ کہتا ہے کہ ایسے گمنام بجٹ اکثر ضائع ہو جاتے ہیں اور نتائج تک نہیں پہنچ پاتے۔ پارلیمنٹ کی طرف سے بھاری بجٹ مقرر کیا جاتا ہے، بلاشبہ میں ان افسران پر بھروسہ کرتا ہوں جنہیں یہ بجٹ ملنا چاہیے، مثلاً! میں آپ کو یہ بتاتا ہوں، میں ان افسران پر کسی بھی طرح سے عدم اعتماد نہیں کرتا۔ چاہے وزارت ارشاد ہو، یا سازمان تبلیغات اور اس کے مانند۔ ہم ان پر بھروسہ کرتے ہیں ؛ مومن اور سالم افراد ہیں، لیکن ایک بھاری بجٹ کو جہاد تبیین کے طور پر مختص کرنا ایک غلط رواج ہے، جس پر یقیناً ہمیں امید ہے کہ یہ حضرات توجہ فرمائیں گے۔ مختصر یہ کہ، میں متفق نہیں ہوں ؛ ایک ایسے شخص کے طور پر جو جہاد تبیین کو بہت اہمیت دیتا ہے، میں اس قسم کے بجٹ اور اخراجات سے متفق نہیں ہوں۔ یہ [ایک] نقطہ۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ آپ سخت جنگوں میں پرانے ہتھیاروں سے نہیں لڑ سکتے۔ آج تلواروں اور نیزوں اور ان چیزوں کے ذریعے، توپوں اور میزائلوں وغیرہ کے مقابلے پر جنگ میں جانا ممکن نہیں۔ جہاد تبیین میں بھی ایسا ہی ہے۔ پرانے طریقوں سے [کام نہیں کیا سکتا]۔ البتہ بعض پرانے طریقوں کا کوئی متبادل نہیں ہے، جیسے منبر، جیسے زاکری ؛ یہ پرانے ہیں، لیکن ان کا کوئی متبادل نہیں ہے۔ یہ اب بھی موثر ہیں اور کوئی اور چیز ان کی جگہ نہیں لے سکتی، لیکن مختلف وسائل کے لحاظ سے، ہمیں اپ ٹو ڈیٹ ہونا چاہیے۔ یقیناً، آج ہمارے عسکری ہتھیار اس میدان میں اچھے ہیں۔ یعنی ورچوئل اسپیس اسپیس اور اس جیسے شعبے آخر کار فعال ہیں اور کام کر رہے ہیں، اور اگرچہ ورچوئل اسپیس میں مسائل ہیں - جو کہ ان شاء اللہ، جناب رئیسی اور ان کے رفقاء کو کوشش کرنی چاہیے اور ان مسائل کو جلد از جلد حل کرنا چاہیے - لیکن یہ ابھی دستیاب ہے ؛ جو کام کرنے کی ضرورت ہے وہ ہارڈ ویئر کے لحاظ سے دستیاب ہے۔ سافٹ ویئر کا حصہ اہم ہے۔ تشریح و تبیین کے ہتھیار میں سافٹ ویئر کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہاں جدت طرازی کی جائے، نئے نئے مطالب کہے جائیں اور اظہار کا نیا انداز اپنایا کیا جائے۔

اور میری رائے میں جو چیز آج ایک موثر ہتھیار کے طور پر بہترین طریقے سے کام کر سکتی ہے وہ ہے مختلف شعبوں میں اسلام کے اعلیٰ تصورات کی وضاحت۔ علمی اور تعلیمی مسائل کے میدان میں ہمارے پاس بہت سے مطالب ہیں جو بیان نہیں ہوئے۔ ہمارے پاس بہت سے ایسے مطالب ہیں جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے لیے پرکشش اور جذاب ہیں۔ اسلامی طرز زندگی سے متعلق مسائل کے میدان میں ہمارے پاس کہنے کو بہت کچھ ہے۔ فرض کریں کہ اس میں ایک مسئلہ ماحولیات کے بارے میں ہے، ایک مسئلہ جانوروں کے حقوق کے بارے میں ہے، ایک مسئلہ گھرانے سے متعلق ابحاث ہے۔ یہ طرز زندگی کی بحثیں ہیں۔ ان سب میں اسلام کے پاس دلکش الفاظ مطالب ہیں۔ اسلامی تعلیمات جو اسلامی نصوص سے اخذ اور خلاصہ کی جا سکتی ہیں اور سب کے لیے فراہم کی جاسکتی ہیں۔

یا اسلامی طرز حکمرانی کے تناظر میں ؛ ایک مسئلہ جو بہت اہم ہے اور اٹھایا جا سکتا ہے اسلامی طرز حکمرانی کا مسئلہ ہے۔ اسلام کی منطق میں حکمرانی میں موجود عام طرز حکمرانی سے جڑ سے مختلف ہے۔ یہ بادشاہت کی طرح نہیں ہے، یہ آج کی دنیا کی صدارتوں کی طرح نہیں ہے، یہ آمریت کی طرح نہیں ہے، اور نہ یہ باغی رہنماؤں کی طرز حکومت طرح ہے ؛ یہ ان میں سے کسی کی مانند نہیں ہے۔ یہ روحانی اصولوں پر مبنی ایک مخصوص طرز ہے۔ اسلامی طرز حکمرانی یہ ہے: عوامی ہونا، دینی ہونا، معتقد ہونا، اشرافیہ نہ ہونا، مصرف محور نہ ہونا، ظالمانہ نہ ہونا۔ نہ ظالم اور نہ مظلوم: لا اَظلَمَنَّ وَ انتَ مُطیقٌ لِلدَّفعِ عَنّی وَ لا اَظلِمَنَّ وَ انتَ القادِرُ عَلَی القبضِ مِنّی. (۱۲) صحیفہ سجادیہ کی دعاوں میں، ان میں ہر لفظ اہم معرفتی اصول ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ہمارے

نئے ہتھیار ہیں، ہمیں ان سے استفادہ کرنا چاہیے۔

بیان و تشریح جہاد کے بارے میں جو تیسرا نکتہ ہم پیش کریں گے ہیں وہ یہ ہے کہ جہادِ تبیین میں قوم کی ترقی اور مادی سربلندی کے راستے کو گمراہ اور ٹیڑھے راستوں سے الگ کیا جائے۔ ایک اہم مسئلہ یہ ہے۔ ایک دن، کئی سال پہلے، نماز جمعہ کے خطبہ (13) میں، ہم نے "اپنے اور غیر" کہا، ایک تنازعہ کھڑا ہوگیا کہ "اپنوں اور غیروں میں تقسیم کیوں کرتے ہیں"، جب کہ وہی حضرات جنہوں نے یہ اپنے اور غیر کا مسئلہ، بار بار خود مختلف مسائل میں نافذ کیا۔ "اپنے اور پرائے" کی بحث ایک بنیادی بحث ہے۔ رشتہ دار یا شریک مکین یا پارٹی ممبر یا گروپ کے معاملات میں ہم خیال کے معنی میں اپنا نہیں ؛ نہیں، اسلام کی راہ پر ایمان لانے میں، قرآن کی بات پر ایمان لانے میں، اسلامی عقیدے اور اسلامی جمہوریہ کی عظیم تحریک پر ایمان لانے میں، جس کے لیے یہ سب کچھ قربان کیا گیا ہے۔ یہ اہم ہے ؛ اس راہِ راست کو ٹیڑھے اور گمراہ راہوں سے الگ کیا جائے، اسے واضح کیا جائے۔ جہاد تبیین میں یہ مفہوم اہم ہے۔

اور جہاد تبیین کے بارے میں آخری نکتہ یہ ہے کہ یہ ہماری اپنے لئے تنبیہ ہے، ہماری اپنے لئے ایک خطرہ ہے۔ کہ اگر صحیح طریقے سے اس انجام نہ دیا جائے تو دنیا دار دیں کو بھی اپنے خواہشات اور ہوس کا وسیلہ بنائیں گے ؛ یعنی اگر آپ اور میں اپنا کام صحیح طریقے سے نہیں کریں گے تو جس کو صرف دنیا کی فکر ہے یعنی اپنی ذاتی دنیا یعنی اپنی خواہشات، اپنی ہوا و ہوس، اپنی ذاتی خواہشات - یہاں تک کہ مذہب کو اپنے لئے استعمال کرے گا۔ یہ جملہ امیر المومنین علیہ السلام کے مشہور خط میں ہے جو جناب مالک اشتر کے نام ہے۔ (14) حضرت بیان کرتے ہیں کہ ان خصوصیات والوں کو چنو۔ [تفصیل میں] وہ بعض خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اپنے تعاون کے لیے ان کا انتخاب کریں۔ پھر جب وہ ان خصوصیات کا اظہار کرتے ہیں تو کہتے ہیں: فَانظُر فی ذٰلِکَ نَظراً بَلیغاً۔ غور سے دیکھو، غور سے سوچو۔ فَاِنَّ هٰذَا الدّینَ قَد کانَ اَسیراً فی اَیدِی الاشرار۔ یہ عجیب بات ہے! امیر المومنین ع مالک اشتر سے یہ فرماتے ہیں ؛ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بیس سال بعد۔ یہ بنی امیہ اور اس جیسے دیگر عناصر کے تسلط کی طرف اشارہ ہے۔ جنہوں نے صبح کی نماز چار یا چھ رکعت پڑھی تو انہوں نے کہا کہ ہم ٹھیک ہیں، ہم خوش ہیں، اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کے لیے مزید بڑھ دیں گے۔ فَاِنَّ هٰذَا الدّینَ قَد کانَ اَسیراً فی اَیدِی الاشرار یُعمَلُ فیهِ بِا لهَوىٰ وَ تُطلَبُ بِهِ الدُّنیا ؛ دین کو دنیا حاصل کرنے اور اپنی خواہشات کو بجھانے کا ذریعہ بنائیں۔ ہم شیطان کے ان پیچیدہ جالوں میں پھنسنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہم خود اپنے لئے اور اپنی عوام کیلئے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ان مطالب سے جو ہم نے کہے ہیں، ان شاء اللہ، ہم خود پہلے درجے میں متنبہ ہوں گے (15)۔ پھر یہ باتیں اثر کریں گیـ